General Instructions

1. Give numbering to headings

2. Do not write lengthy paragraphs. Write medium sized paragraphs with headings.

3. Do not use table for comparison and contrast questions.

4. Draw figures/diagram/flowchart where needed.

5. Start new question from fresh page.

6. Give around 15 headings for 20 marks question.

7. Every question should have introduction and conclusion paragraphs.

8. Add Quran/Hadees references wherever possible.

9. Narrate incidents from the life of Holy Prophet (SAWW) and Khulafa-e-Rashideen.

10. Add one quotation of famous religious scholar in each question.

11. Change colour scheme for references to give them more visibility.

12. Manage time

13. Wide page borders are discouraged. Should be reasonable.

14. Avoid writing wrong references.

15. Give more weightage to expressedly asked part/s of the question.

16. Avoid writing wrong Quran/Hadith references. It puts extremely negative impression.

سوال نمبر 5

23

تعارف:

الحمد للہ ہم اسلام کا سب سے بڑا احسان عقیدہ توحید ہے جس
پر ہمارا پورا اعتقاد کی بنیاد ہے۔ اسی طرح ان عبادات کی اصل عقیدہ
توحید ہے۔ جس کے مطابق اللہ ایک ہے۔ وہی ساری کائنات کا خالق و مالک
و رازق ہے۔ مستحق عبادت ہے اور وہی ذات و صفات الٰہی صفتوں میں
بے مثل اور بے مثال ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے کیا جاتا ہے
کہ تمام انبیاء کرام نے اس عقیدے کی تبلیغ کی۔ زیر نظر میں عقیدہ توحید کی
اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

اسلام میں عقیدہ توحید:

توحید کا مطلب ہے
اللہ ایک ہے، وہی ساری کائنات کا خالق و مالک
ہے۔ رازق بھی وہی ہے اور اپنی ذات و صفات میں
بے مثل و بے مثال ہے۔

سورۃ اخلاص میں فرمایا:

قل ھو اللہ احد ۝ (آیت نمبر 01)

"کہہ دو کہ اللہ ایک ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن میں فرمایا کہ اللہ ایک ہے بلکہ تمام نبی نوع
انسان کو اس حرف ... مشترکہ ... کا اقرار
اس بات پر غور ... وہ واحد و یکتا ہے۔

سورۃ الذاریات میں فرمایا:

وفی الارض آیات للموقنین ۝ وفی انفسکم افلا تبصرون ۝

اور زمین میں یقین رکھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں اور خود تمہاری جانوں کے اندر بھی کیا تم دیکھتے نہیں۔

انسانی زندگی میں عقیدہ توحید کی اہمیت:

عقیدہ توحید انسانی زندگی میں مندرجہ ذیل خوبیاں پیدا کرتا ہے۔

(i) آزادی و حریت:

عقیدہ توحید کا سب سے نمایاں اثر یہ ہے کہ یہ عقیدہ انسان کو وہ مقام بخشتا ہے جس کا وہ مستحق ہے۔ جب تک انسان عقیدہ توحید سے ناآشنا رہا تھا تب تک وہ اس دنیا کی حقیر سے حقیر چیز سے نہ صرف خوف کھاتا تھا بلکہ ان کی عبادت کرتا تھا۔ جو چیز بھی اس کی تابع داری کے لیے پیدا ہوئیں وہ تو ان کا تابع دار رہا۔ لہذا عقیدہ توحید نے انسان کو اس ذلت سے نکال کر اشرف المخلوقات کے مقام تک پہنچایا۔

(ii) محبت الہی کا حصول:

عقیدہ توحید سے انسان نہ صرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرتا ہے بلکہ اس کے اندر محبت الہی کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ مخلوق سے محبت بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ یہ عقیدہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور اس کی صفات جن کا اظہار ہوتا ہے کا ثبوت بھی دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان میں اللہ کی محبت کا جذبہ شروع ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین امنوا اشد حبا للہ (القرآن)

ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔

(iii) وسعت نظر:

عقیدہ توحید کا ایک اور انسانی زندگی پر اثر یہ ہے کہ یہ انسان کے اندر وسعت نظر پیدا کرتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کی وسعت ہے اسی طرح یہ وسعت پوری کائنات پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہی صفت انسان میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس عقیدے کی بدولت انسان اپنے نفس کی نگاہ سے نہیں بلکہ اللہ کی وسعت نظر کی بدولت دیکھتا ہے

۶) عزتِ نفس:

اللہ تعالیٰ پر ایمان انسان کو یہتی ہے کہ یہاں تک کہ خودی اور عزتِ نفس کے اعلیٰ مقام تک لے جاتا ہے۔ جب تک وہ مالکِ ارض و سماء سے دور رہا تب تک وہ اس کائنات کی چیزوں سے خوف کھاتا تھا لیکن جب اس نے خالق دو جہاں کو پہچان لیا تو اس کائنات کی تمام موجودات اس کے لیے ہیچ ہو گئیں۔

اقبال نے فرمایا:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

۷) عجز و نیاز:

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد خودداری انسان کے اندر غرور اور تکبر پیدا نہیں کرتی کیونکہ اس کی ذات عجز و نیاز کی حامل ہو جاتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس پوری کائنات پر اسی کا قبضہ ہے وہ اس ذات سے کبھی بھی نہیں جا سکتا۔ اور وہ اس ذات کے سامنے بالکل بے بس ہے۔

بزبانِ اقبال:

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل
اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل

۸) غلط توقعات کا ازالہ:

اللہ پر ایمان انسان کو غلط ازالہ سے بچاتا ہے۔ وہ ان تمام جھوٹے خداؤں سے دور ہو جاتا ہے جن کی وہ کسی نہ کسی صورت میں اتباع کرتا تھا۔ خداؤں میں سب سے اول نفس ہے۔ جس کی وہ غلام بن جاتے ہیں اس کی پیروی کرتا ہے۔ اللہ پر ایمان لانے کے بعد نفس بھی اللہ کے حکم کے تابع ہو جاتا ہے۔

ارءیت من اتخذ الٰھہ ھواہ

کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا لیا۔

(vii) صبر و توکل:

ایمان باللہ اور توحید خالص انسان میں صبر و توکل پیدا کرتی ہے۔ وہ دنیا کے مصائب و آلام کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے کیونکہ وہ اس ذات کریم کی شان اور خزانوں سے واقف ہو جاتا ہے۔ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہی ذات ہی اس کے ساتھ ہونے والی زیادتی کو صحیح معنوں میں جان سکتا ہے
کیونکہ اسے معلوم ہے:

ان اللہ مع الصبرین ○

"بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(viii) شجاعت:

انسان کو دو چیزیں بزدل بناتی ہیں۔ ایک دنیا کی محبت اور دوسرا دنیاوی خوف۔ لیکن عقیدہ توحید پر مومن ان دو چیزوں کو ختم کر دیتا ہے۔ اسے محبت ہی اعلیٰ مالک سے ہو جاتی ہے اور وہ خوف بھی اسی کا کرتا ہے۔ اسے اللہ کی ذات کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی وہ کسی سے محبت کرتا ہے۔
ارشاد ہوا:

والذین امنوا اشد حبا للہ ○

"ایمان والے اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔"

(ix) اصلاح اخلاق:

توحید سے انسان میں احساس ذمہ داری اجاگر ہوتا ہے۔ نفس میں پاکیزگی اور اعمال میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ افراد سب باہمی معاملات درست ہونے میں جس سے ایک صالح اور منظم معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

خلاصہ بحث:

غرض توحید سے انسان کی ذات میں خوبیوں کا طوفان آ جاتا ہے۔ اور ایک انسان کی حیثیت ایک ادنیٰ سے ہم سے بڑھ کر ایک اشرف المخلوقات کی ہو جاتی ہے

سوال نمبر 04

تعارف:

روزہ کو اسلامی عبادات میں اہمیت حاصل ہے۔ روزے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کو بنیادی ارکان میں نمبر اکبر حاصل ہے۔ روزے سے مراد طلوعِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور ہر قسم کی نفسانی خواہشات سے اجتناب ہے۔ رکنِ اسلام میں تیسرا اہم ہونے کے ساتھ ساتھ اس کو عمرانی زندگی میں بھی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن و احادیث کے مطابق روزے کے انسانی زندگی پر مثبت سماجی، اخلاقی اور روحانی اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

روزہ کا مفہوم:

روزے کے لیے عربی زبان میں "صوم" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معنی ہیں "رک جانا" یا "ترک کر دینا"۔ اصطلاح میں صبح سے لے کر شام تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام روزہ ہے۔

اسلام میں روزے کا فلسفہ:

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ○ (البقرہ)

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ○ (البقرہ)

اور یہ کہ روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو

روزہ کے سماجی، اخلاقی اور روحانی اثرات:

(i) تزکیہ نفس:

روزے کا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے نفس کا تزکیہ اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ جو آدمی صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہتا ہے وہ نہ تو بری آنکھوں سے کسی کو دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی برائی کے بارے میں سوچتا ہے وہ دراصل اپنے نفس کو پاک کر رہا ہوتا ہے۔

تزکیہ نفس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قد افلح من تزکی (الاعلیٰ: ۱۴)

تحقیق وہ فلاح پا گیا جس نے اپنا تزکیہ کر لیا۔

(ii) اطاعت حکم خداوندی:

روزے کے فوائد میں سے ایک فائدہ حکم خداوندی کی اطاعت ہے۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو کون سارا دن بھوکا پیاسا رہتا۔ روزہ رکھا ہی اس لیے جاتا ہے کہ خالق حقیقی کے احکامات کو بجا لایا جائے۔ اسی کو حقیقی مالک و رازق مانا جائے۔

اس حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ٥

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔

(iii) رضائے الٰہی کا حصول:

روزے کے لیے رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ ہر مسلمان اس لیے روزہ رکھتا ہے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی رضا ہی یہی ہے کہ اس کے بندے اس کے احکامات کی پیروی کریں۔ اور جو اس کی رضا ہے اس پر راضی ہوں تاکہ اللہ ان کو جزا دے۔

حدیث قدسی کے مطابق:

الصوم لی وانا اجزی بہ (البخاری)

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

۱۷) تحمل و برداشت :

روزے سے آدمی کے اندر تحمل و برداشت پیدا ہوتی ہے۔

جب ایک آدمی صبح سے شام تک ایک مہینہ کا پیاسا رہنے کے بعد دیگر نفسانی کاموں سے اجتناب کرے تو اس کے اندر تحمل و برداشت پیدا ہوگا۔ چونکہ رمضان کے بعد اس کے کم دار کا صبر میں سکتا ہے۔ اس کے متعلق سابقہ صافر جنم کے القابات بھی استعمال ہوئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وانما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب ○ (القرآن)

بے شک صبر کرنے والوں کو پورا دیا جائے گا ان کا اجر بغیر کسی حساب کے۔

۱۸) تعمیر سیرت :

روزے سے انسان کی تعمیر سیرت بھی ہوتی ہے۔ اگر ایک آدمی کو قائم کر رہے ہو، غیبت و بہرکاری کی لت نہ لگ گئی اور وہ اس سے کھلا پینا کا نہ بچے تو اس کو چاہیے وہ روزے رکھے ہم اگر ہم بھی ان بری عادتوں سے باز نہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا :

اللہ تعالیٰ کو کسی کے بھوکا پیاسا رکھنے کی کوئی مطلب نہیں۔

۱۹) تقویٰ :

روزے سے آدمی کے اندر تقویٰ و پرہیزگاری کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن مجید میں بھی روزے کا بنیادی مقصد تقویٰ اور پرہیزگاری کو ہی بتایا گیا ہے۔ نہ صرف اس امت پر بلکہ سابقہ تمام امتوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا۔ اور اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان تقویٰ اختیار کریں۔

ارشاد ہے :

یا ایھا الذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ○ (القرآن)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو۔

(viii) امداد باہمی:

روزہ انسان کے اندر امدادِ باہمی کا جذبہ پیدا کر کے مضبوط عمل پیدا کرتا ہے۔ لالچ و حرص کی نفی کرتا ہے اور ایک دوسرے کے لیے ہمدردی کا احساس اجاگر کرتا ہے۔ اس سے تمام روزہ دار تعاون کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ روزہ دار سارا دن بھوکا پیاسا رہتا ہے تو اس کے اندر دوسروں کی بھوک پیاس کا احساس پیدا ہوتا ہے جو کہ جس میں امداد اور تعاون کا جذبہ بیدار کرتا ہے۔

(ix) عدل اجتماعی:

روزہ ہی دراصل انسانی و عدلِ اجتماعی کا احساس دلا کر معاشرتی مساوات پیدا کرتا ہے۔ اور معاشرتی تفاوت کو ختم کر دیتا ہے۔ اسی طرح روزہ دار رمضان میں اپنی بھلائی کا سوچتا ہے اسی طرح دوسروں کی بھلائی کا بھی سوچتا ہے۔ وہ غریبوں و مساکین سے ہمدردی سے پیش آتا ہے جس سے اس کے اندر ترس اور رحم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جو اس کو احتیاجات کی طرف لے جاتے ہیں۔

(x) شکر:

روزہ ہر روزے دار کو اپنے خالق حقیقی کا شکر ادا کرنے پر مائل کرتا ہے۔ رمضان میں کلامِ الٰہی نازل ہوا، رمضان المبارک کا حصول، تقویٰ اور تزکیۂ نفس قابلِ فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر بھی اسی میں ملتا ہے۔

خلاصہ بحث:

غرضیکہ، روزہ سے ہر ایک اجتماعی خوبی پیدا ہوتی ہے کہ روزہ دار تقویٰ اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ صبر، شکر، امانت داری، ضبطِ نفس جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اگر روزہ اس کے آداب کے مطابق رکھا جائے تو روزہ دار درج بالا صفات حاصل کر لیتا ہے۔

حرم دل گفتگو ہے، حرم دل جستجو
زمزم پیمانہ ہے، کعبہ دل پاک باز